قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل لندن
مدیر۔ ابو سعید
Online Edition

جمعرات 13 مئی 2021ء | 29 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:114

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جمعہ اور عید کا ایک دن اکٹھے ہونا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دونوں عیدیں (جمعہ اور عید) جمع ہوگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھا کر فرمایا جو جمعہ کی نماز کے لئے آنا چاہے آجائے اور جو نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

(سنن ابن ماجہ۔کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا۔بَابُ مَا جَاء فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ۔روایت نمبر ۱۳۱۲)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں جو چاہے اس کے لئے جمعہ کی بجائے عید کافی ہوگئی۔اور ہم تو انشاء اللہ جمعہ ضرور پڑھیں گے۔

(سنن ابن ماجہ۔کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا۔بَابُ مَا جَاء فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ۔روایت نمبر ۱۳۱۱)

ابو عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی۔اس دن جمعہ تھا۔آپؓ نے خطبہ عید سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! آج کے دن تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (یعنی عید اور جمعہ) پس عوالی (یعنی مدینہ کے اطراف کے رہنے والوں) میں سے جو شخص پسند کرے جمعہ کا بھی انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہے تو واپس جاسکتا ہے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کِتَابُ الْاَضَاحِيِّ بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الْاَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

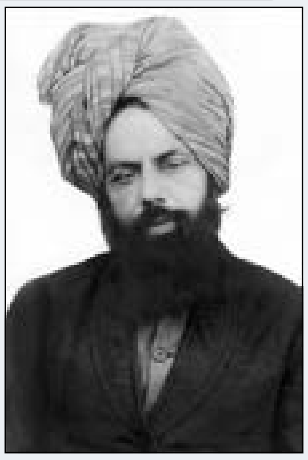

قادیان میں عید الفطر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر حسبِ معمول مخدومنا حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی اقتداء میں نماز عید ایک خاصے مجمع سمیت ادا فرمائی مگر خطبہ عید حضرت اقدسؑ نے دیا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 367)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لنگرخانہ میں نماز عید سے پیشتر احباب کے لئے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔مدرسہ تعلیم الاسلام کے ایک دو ماسٹروں نے مدرسہ کے مکین اور یتیم طلباء کے واسطے صدقہ فطر جمع کیا جو کہ عید کی نماز سے پیشتر ہی ہر ایک مومن کو ادا کر دینا چاہئے۔گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کئے ہوئے۔مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی اور عید کی مبارکباد دی۔اتنے میں حکیم نور الدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے عید کی نماز پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام نے گوش مبارک تک حسبِ دستور اپنے ہاتھ اُٹھائے۔

(البدر 9 جنوری 1903ء صفحہ 85)

"قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو ادارہ کی طرف سے بہت بہت عید مبارک"

"کل بروز جمعۃ المبارک بوجہ رخصت عید الفطر اخبار آن لائن نہیں ہوگا"

ارشاد باری تعالیٰ

قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰہُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ ۚ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۱۱۵﴾

(المائدۃ:115)

ترجمہ:۔عیسیٰ ابنِ مریم نے کہا اے اللہ ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے (نعمتوں کا) دسترخوان اُتار جو ہمارے اوّلین اور ہمارے آخرین کے لئے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک عظیم نشان کے طور پر ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تُو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

جمعہ اور عید کا اجتماع

آج صبح ہم نے عید بھی پڑھی ہے اور آج جمعہ بھی ہے۔ جب عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ملتا ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعے کے بجائے ظہر کی نماز ادا کر لیں۔ اس کی اجازت ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے ایک ایسے ہی موقعے پر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔ اور آپؐ نے جمعہ پڑھا تھا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوات باب ما جاء فیما اذا اجتمع العیدان فی یوم حدیث 1310، 1311، 1312)

اِس لیے مَیں نے امیر صاحب کو اس کی روشنی میں یہی کہا تھا کہ جو ظہر کی نماز پڑھنا چاہیں بے شک ظہر کی نماز باجماعت پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھیں۔ ویسے بھی آج کل کے حالات میں مسجد میں زیادہ لوگ جمع تو ہو نہیں سکتے۔ گھروں میں ہیں اور گھروں میں اگر فارغ ہیں تو پھر جمعہ جس طرح پہلے پڑھتے تھے اسی طرح اب بھی پڑھ سکتے ہیں پڑھ لیں اور جن کی مصروفیت ہے وہ ظہر کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن ہم یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پیروی میں آج جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں بھی اسی طرح ایک دفعہ عید الاضحیٰ آئی اور جمعہ بھی۔ تو مختلف لوگوں نے اپنی دلیلیں پیش کیں کہ ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے جمعہ نہیں ہونا چاہیے۔ تو جو لوگ ظہر کی نماز پڑھنے پر زور دے رہے تھے ان کو آپؓ نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا رب کیسا سخی ہے کہ اس نے ہمیں دو دو عیدیں دی ہیں۔ اب جس کو دو دو چپڑی ہوئی چپاتیاں ملیں، گھی لگی ہوئی دو دو روٹیاں ملیں وہ ایک کو کیوں ردّ کرے گا۔ وہ تو دونوں لے لے گا۔ سوائے اس کے کہ اسے کوئی خاص مجبوری پیش آ جائے۔ اور اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو کر ظہر کی نماز پڑھ لے جمعہ نہ پڑھے تو دوسرے کو نہیں چاہیے کہ اس پر طعن کرے اور بعض لوگ ایسے ہیں جنہیں دونوں نمازیں ادا کرنے کی توفیق ہو (یعنی نماز عید بھی اور نماز جمعہ بھی) تو دوسرے کو نہیں چاہیے کہ ان پر اعتراض کرے اور کہے کہ انہوں نے رخصت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ تو بہرحال رخصت تو ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 2 صفحہ 208 تا 210
خطبہ عید الاضحیٰ بیان فرمودہ 11 فروری 1938ء)

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم آج جمعہ پڑھ رہے ہیں لیکن خطبہ مختصر دوں گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جولائی 2020)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- مسجد الگ الگ ہے، امامت الگ الگ (منظوم)
- عید کا مفہوم اور اس کی حقیقت حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں
- ڈیٹرائٹ جماعت کی بین المذاہب دعا میں شرکت

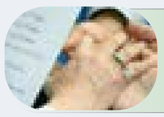

دربارِ خلافت

تین قسم کی عیدیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ آپ ایک دفعہ اس مکان کے قریب سے گزر رہے تھے جو مسجدِ اقصیٰ سے ملحق ہے۔ قادیان کے رہنے والے اسے جانتے ہیں یا وہاں گئے ہوئے لوگ بھی جانتے ہوں گے یہ ڈپٹیوں کا مکان کہلاتا تھا۔ اب غالباً یہ مسجد اقصیٰ میں شامل ہو گیا ہے۔ یہ خرید لیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وقت میں وہاں سلسلہ کے دفاتر بھی قائم ہو گئے تھے۔ جماعت نے خرید کے وہاں دفاتر قائم کر دیے تھے۔ اب تو شاید بدل دیا ہے۔ میرا خیال ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں مسجد کا حصہ آ گیا ہے۔ بہرحال مکان کا مالک جو ہندو تھا اور ڈپٹی رہ چکا تھا حضرت خلیفہ اولؓ سے کہنے لگا کہ مَیں آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ آپؓ نے فرمایا بے شک پوچھو۔ اس نے کہا مَیں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب پلاؤ اور بادام روغن بھی کھا لیتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرمانے لگے کہ مَیں نے اسے کہا کہ ہاں کھا لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ چیزیں پاک اور طیب ہیں اس میں کوئی حرج نہیں اور انہیں کھانا جائز ہے۔ اس پر بڑے افسوس والی شکل بنا کر کہنے لگا کہ فقیراں نوں وی جائز اے؟ آپ نے کہا ہاں فقیراں نوں وی جائز اے۔ جو اللہ والے لوگ ہیں ان کو بھی جائز ہے۔ تب وہ خاموش ہو گیا لیکن اس کے چہرے سے یہی تاثر تھا کہ اس کو یہ بات کچھ بھائی نہیں۔ تو اس کے نزدیک بزرگی کا یہی معیار تھا کہ عمدہ چیزیں نہ کھائی جائیں۔ تو دنیا میں لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا رسیدہ لوگوں کی یہ علامات ہیں کہ دنیا سے بالکل کٹ جائیں حالانکہ اصل چیز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں اور اسے حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ عمدہ کھلائے پہنائے تو پہنیں اور کھائیں۔ اللہ تعالیٰ غربت اور مسکینی سے گزار کر قرب دینا چاہے تو اس امتحان میں بھی پورا اتریں۔ پس نہ اچھا کھانا خدا کی محبت کا ثبوت ہے اور نہ فاقہ کرنا اس کے قرب کی دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں آپؐ کا ہر پہلو نظر آتا ہے۔ آپؐ کے فاقوں کی مثالیں بھی ملتی ہیں اور عام کھانے کھانے کی مثالیں بھی ملتی ہیں اور عمدہ کھانے کھانے کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا قرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا وہ کسی کو نہ کبھی ملا نہ مل سکتا ہے۔ پس آپؐ کے نمونے اور اسوہ ہمارے سامنے ہے۔ اگر صرف خراب کھانا کھانا یا فاقے کرنا ہی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے تو پھر کیا لاکھوں کروڑوں انسان ایسے نہیں جو فاقے کرتے ہیں لیکن ان کا خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں ہے اور لاکھوں کروڑوں انسان ایسے بھی ہیں جو اچھے کھانے کھاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی محبت سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلق کا ثبوت انسان کے کھانوں یا فاقے پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے محبت کا ثبوت خدا تعالیٰ کے سلوک پر ہے۔

بقیہ صفحہ 8 پر

مسجد الگ الگ ہے، امامت الگ الگ

جب سے ہوئی ہے انکی شریعت الگ الگ
مسجد الگ الگ ہے، امامت الگ الگ

رحلوں پہ رکھ کے بیٹھے ہیں قرآن سامنے
پڑھنے لگے تو سب کی تلاوت الگ الگ

باطن میں شیخ و پنڈت و واعظ سبھی ہیں ایک
ظاہر میں گرچہ شکل و شباہت الگ الگ

اک قدرِ مُشترک ہے جہالت مُلاؤں میں
منبر پہ آگئے تو حکایت الگ الگ

رکھتے ہیں یہ یقیں کہ نبوت تمام شد
اور بانٹ لی ہے سب نے خلافت الگ الگ

مقتول جنتی ہے تو قاتل بھی ہے شہید
دونوں کو مل گئی ہے ضمانت الگ الگ

سمجھا رہا ہوں کب سے مگر مانتے نہیں
کرنی پڑے گی ان کی حجامت الگ الگ

ڈاکٹر فضل الرحمن

آج کی دعا

خدا قاتل تو باد۔۔ومرا از شرِ تو محفوظ دارد

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ:101)

ترجمہ:اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے محفوظ رکھے۔

15اپریل 1906 کو آپؑ نے رویا دیکھا کہ ایک بڑا سانپ ہے۔جس کی گردن مگھ (مرغابی) کی طرح بڑی ہے۔وہ میرے پیچھے دوڑا۔میں ایک اُونچی جگہ دیوار پر چڑھ گیا اور اس کو مخاطب کر کے کہا

خدا قاتل تو باد۔۔ومرا از شرِ تو محفوظ دارد

اس کے بعد یہ نظارہ دیکھا کہ گویا میں اُس سانپ پر سوار ہوں اور اس سانپ کی گردن میرے ہاتھ میں ہے اور وہ چاہتا ہے کہ الٹ کر مجھے کاٹے تب میں نے زیادہ تر سر کے قریب سے اُس کو پکڑا تا کہ وہ کاٹ نہ سکے۔ فقط

فرمایا:

اس رویاء میں کسی فتنہ کی خبر دی گئی ہے۔کوئی مخفی دشمن ہے جو کسی رنگ میں نیش زنی کرے گا مگر نامراد رہے گا۔

(تذکرہ صفحہ:522-523)

اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ:107)

ترجمہ:اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لئے آ۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت کے لئے الہامی دعائیں ہیں۔

مرسلہ:مریم رحمٰن

عید کا مفہوم اور اس کی حقیقت حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں

جس نے رمضان میں خدا کی عبادت کی اور اس سے صلح کی وہ عید کا حقدار ہے

حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو تو دین کی ترقی کے لئے پوری سعی کرو

ایک فطری تقاضا

تمام قوموں میں بعض دن عید کے سمجھے جاتے ہیں لوگ اکٹھے ہو کر خوشیاں مناتے ہیں اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ قوم کے مختلف افراد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر وہ کوفت اور تھکان جو گزشتہ محنت کے دنوں میں ان کے جسموں پر وارد ہوئی ہے دور کریں اور اس خوشی کے ذریعہ اپنے رنجوں اور دکھوں کو دور کر کے تازہ دم ہو جائیں کیوں کہ انسانی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس کے لئے بعض دفعہ بناوٹ کا رنج رنج ہو جاتا ہے اور بعض اوقات بناوٹ کی خوشی اصل خوشی ہو جاتی ہے چنانچہ اگر ذرا غمگین چہرہ بنایا جائے تو فوراً طبعیت میں بھی غم آجاتا ہے اور اگر ذرا خوشی کا چہرہ بنایا جائے تو باوجود رنج اور غم کے انسان ہنسنے لگ جاتا ہے اور اس طرح بہت کچھ غم کم ہو جاتا ہے اس لئے عیدین اور خوشی کے دن لوگوں کی خوشیوں اور غموں پر بہت کچھ اثر ڈالتے ہیں اور لوگ ان کے ذریعہ اپنی مصیبتوں کو کم کرتے ہیں اسی لیے ہر قوم اور ہر ملک میں عید کا رواج ہے حتی کہ افریقہ کے حبشی جن کا کسی مہذب ملک سے تعلق نہ تھا ان کی نسبت بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کے خاص تہوار تھے جن میں وہ خوشیاں کیا کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ عید منانا ایک فطرتی تقاضا ہے

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 18)

خوشی اور ذمہ داری

قرآن کریم جیسی پاک کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پاک انسان اس سے استنباط کرنے والا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عید کا دن بنایا لوگ تو خوشیوں میں اپنے فرضوں کو بھول کر شریعت کے احکام توڑتے ہیں آپ ﷺ نے بجائے پانچ کے اس دن چھ نمازیں مقرر فرمائیں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس خوشی میں متوالے ہو کر شریعت کے احکام کو توڑیں، اور مورد عذاب بنیں۔ بعض قوموں کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیئے اور خوشی دی۔ انہوں نے کفر کیا اور ان کو عذاب ملا۔ تو عید بیشک خوشی اور راحت کی چیز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ خوشی کا دن ہے یہ کیوں خوشی کا دن ہے یہ ایک الگ سوال ہے اور لمبا مضمون ہے۔ غرض یہ دن خوشی کے ہیں۔ خوشیوں میں لوگ فرائض کو بھول جایا کرتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ خوشیوں میں ذمہ داریاں بڑھ جایا کرتی ہیں

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 13۔14)

عیدوں میں فرق

اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں ایک بڑا فرق ہے۔ دوسرے مذاہب نے تو یہ مدنظر رکھا ہے کہ انسان کی امنگیں اور خواہشیں کیا چاہتی ہیں مگر اس بات کو مدنظر نہیں رکھا کہ ان امنگوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف پھیرنے کے لیے کونسی بات کی ضرورت ہے اسلام نے اس بات کا بھی خوب خیال رکھا ہے اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں اسی طرح کا فرق ہے۔۔۔ ان کی عیدیں کیا ہوتی ہیں یہ کہ خوب ناچ گانا ہو فحش اور گندے گیت گائے جائیں کھانے پینے کی چیزیں ہوں خرید و فروخت کے سامان ہوں۔ لیکن اسلام کی عید یہ ہے کہ آؤ بھئی آج بڑی خوشی کا دن ہے ہر روز پانچ نمازیں پڑھا کرتے تھے آج چھ پڑھیں۔ خوشی تو یہ ہوئی کہ کہا کپڑے بدلو۔ عطر لگاؤ۔ اچھے کھانے پکاؤ اور کھاؤ۔ کیوں؟ اس لئے کہ آج تمہیں خدا کی عبادت کرنے کا پہلے سے زیادہ موقع ملا ہے۔ یہی تو عید ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے بتادیا کہ مومن کی عید یہ ہوتی ہے کہ اللہ اس پر خوش ہو جائے اور جوں جوں مومن کو اللہ کے قرب کی راہ ملتی ہے اتنی ہی اس کے لیے عید ہوتی جاتی ہے چنانچہ ہماری دونوں عیدیں بلکہ تینوں عیدیں خدا تعالیٰ نے ایسی ہی رکھی ہیں جن میں عام دنوں کی نسبت عبادت میں کچھ زیادتی کر دی ہے دو عیدیں تو وہ ہیں جو ہمارے ملک میں چھوٹی اور بڑی کے نام سے موسوم ہیں معلوم نہیں چھوٹی اور بڑی کا فرق کس خوردبین سے دیکھا گیا ہے تیسری جمعہ کی عید ہے جمعہ کے دن ایک خطبہ رکھ دیا ہے اور اس طرح نماز کو بڑھا دیا ہے کو فرض چار رکعت کی بجائے دو کر دیے ہیں لیکن خطبہ اور دو رکعت کا وقت ملا کر چار رکعت سے بڑھ جاتا ہے یہ دو عیدیں جو سال میں آتی ہے ان میں سے ایک ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد آتی ہے اور دوسری عید وہ ہے جو ایام حج کے بعد آتی ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ مومن کی عیدیں اس وقت ہوتی ہیں۔ جب کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے سامان پیدا کرلے۔

خدا تعالیٰ نے سال میں دو عیدیں رکھ کر گویا نمونہ بتایا ہے دنیاوی گورنمنٹیں بھی نمائشیں کرتی ہیں جن سے ان کی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگوں کو مختلف اقسام کے مال اسباب دکھائے جائیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کی جائے۔ عیدیں آسمانی بادشاہت کی نمائشیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نمونہ بتا کر مسلمان کی اس طرف رہنمائی کی ہے۔ کہ اگر تم چاہو تو ہر روز عید کرلو اس لئے مومن کی ہر روز ہی عید ہوتی ہے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے اور اگر گنا جائے تو سینکڑوں تک نوبت پہنچتی ہے کہیں صریحاً اور کہیں کنایۃً کہ مومن کی جنت اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ تو عیدیں نمائش ہیں ان میں خدا تعالیٰ نے یہ دکھایا ہے کہ اگر تم خوشی کے دن لینا چاہتے ہو تو اس کا یہی طریق ہے کہ خدا کو راضی کرلو اور جب خدا راضی ہوگیا تو پھر ہر روز عید ہی عید ہے۔ پس عیدیں اس بات کا نمونہ ہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے تلاش کرے اور جب کسی نے خدا کو راضی لیا تو جتنا بھی وہ خوش ہو اور فخر کرے بجا ہے۔

(خطبات محمود جلد اول 18۔20)

خدا کو راضی کرلو

تمہارے لئے عیدیں خوشی حاصل کرنے کے لیے نمائش کے طور پر ہیں تا خدا کو راضی کرلو۔ اور تمہارے لئے ہر وقت عید ہو۔ چنانچہ دیکھو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خدا کو راضی کیا۔ ان کے لیے کیسی عیدیں ہوئیں۔ صحابہ وہ لوگ تھے جنہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا، اور جنہیں ملتا تھا وہ لوگ تھے جو جَو کا آٹا کھاتے اور وہ بھی چھنا ہوا نہیں ہوتا تھا اب اگر کسی کو جو کی روٹی دی جائے تو ناراض ہو جائے۔ مگر ان کی یہ حالت تھی کہ جو کا آٹا کھاتے اور بے چھنا کھاتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کے زمانہ میں چھلنیاں ہوتی تھیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس طرح کیا جاتا تھا کہ پتھر پر جو رکھ کر کوٹ لئے جاتے تھے اور پھونک کر صاف کر لیتے اور روٹی پکا لیتے تھے لیکن انہی لوگوں کو خدا تعالی نے وہ ترقیاں دیں۔ اور وہ عید کے دن دکھائے کہ دنیا میں نہ کسی نے دیکھے اور نہ دیکھے گا۔ جس طرف جاتے کامیابی اور فتح پہلے ہی تیار رہتی۔ لاکھوں انسان مقابلہ کے لیے آتے۔ مگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پہاڑ کی طرح کھڑے رہتے اور جس کسی نے ان سے سر مارا خود پاش پاش ہوگیا۔ قیصر و کسریٰ ٹڈی دل لشکر کے ساتھ آئے۔ مگر جس طرح ایک بوسیدہ کپڑا پارہ پارہ ہو جاتا ہے اسی طرح ان کے لشکروں کا حال ہوا اور وہ زبردست ستون جو آنحضرت ﷺ نے گاڑا تھا اسے کوئی نہ ہلا سکا

(خطبات محمود جلد اول صفحہ 23)

دل کی خوشی

عید جو ہوا کرتی ہے۔ دل کی خوشی ہوتی ہے یہ جو بناوٹی عیدیں ہیں گو ایک حد تک فائدہ دیتی ہیں۔ مگر عید وہی ہے جو دل کی خوشی کی ہو۔ اور دل کی خوشی اطمینان قلب کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور دل کا اطمینان سوائے اس کے نہیں ہوسکتا کہ خوف نہ ہو۔ اور خوف سے اس وقت تک انسان محفوظ نہیں ہوسکتا جب تک یہ یقین نہ ہو کہ میرا ایسا پہرہ دار ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور وہ پہرہ دار خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس لیے حقیقی عید یہی ہے کہ انسان کو یقین ہو جائے کہ اللہ مجھ سے راضی ہوگیا ہے۔ یہ عیدیں نمائش اور نمونہ کے طور پر ہیں۔ ان سے وہ سچی عید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتی نہ دن کو نہ رات کو نہ اٹھتے نہ بیٹھتے۔ نہ سوتے نہ جاگتے، جس کو عید نصیب ہو جائے اس کی نسبت سچے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ

ہر روز روز عید است و ہر شب شبِ برات

ایسے انسان کی حالت ہر وقت خوشی یقین اور اطمینان کی ہوتی ہے ہمارے لیے بھی یہی سچی عید ہے پہلوں کے لیے بھی یہی تھی بعد میں آنے والوں کے لئے بھی یہی ہوگی خدا تعالیٰ ہمارے لئے پہلوں کی طرح ہی کرے۔ اور ہماری کمزوریوں کو دور کر دے ورنہ جب تک وہ حقیقی عید نہ آئے یہ عیدیں اسی طرح کی ہیں جس طرح کسی بیمار کو عارضی طور پر آرام دینے کے لئے کوکین دی جائے کیونکہ حقیقی خوشی تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ حقیقی رنج دور ہو۔ اور یہ دور ہو نہیں سکتا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ خدا میرے ساتھ ہے خدا تعالیٰ ہماری کمزوریوں، دکھوں، لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو دور کر کے حقیقی عید کرائے تا ہمارے لیے ہر وقت عید ہو اور وہ غم جو خوشی کو دور اور کمروں کو چور کر دینے والے ہیں ان کو دفع کر کے ہمارے لئے ہر گھڑی عید سچی راحت اور آرام مہیا کر دے آمین

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 25)

خوشی کا اجتماع

عید یعنی خوشی کا دن۔ چونکہ خوشی کے دن کی نسبت سب انسان یہ امید

رکھتے ہیں کہ بار بار آئے اس لئے اس کا نام عید رکھا گیا ہے عید کیا چیز ہے اور خوشی کسے کہتے ہیں؟ اس پر اگر غور کیا جائے تو ایک ادنیٰ سے غور اور فکر سے معلوم ہوجاتا ہے کہ خوشی اصل میں اجتماع کا نام ہے۔ دنیا کی جس قدر بھی خوشیاں ہیں وہ سب اجتماع سے پیدا ہوتی ہیں بڑی سے بڑی خوشی شادی کی ہوتی ہے لیکن وہ کیا ہے یہی کہ ایک عورت اور ایک مرد مل جاتے ہیں۔ اور ان کا اجتماع ہوجاتا ہے پھر بچوں کے پیدا ہونے کی خوشی ہوتی ہے وہاں بھی یہی ہوتا ہے کہ ایک نئی روح آ کر ان میں شامل ہوجاتی ہے تو خوشی کی اصل یہ ہے کہ کوئی چیز جب باہر سے آ کر دوسری سے ملتی ہے تو اسے خوشی کہا جاتا ہے اور جب ایک چیز دوسری چیز سے جدا ہوتی ہے تو اسے رنج کہتے ہیں دنیا میں جس قدر بھی اجتماع ہوتے ہیں وہ سب خوشیوں ہی کا موجب ہوتے ہیں اور خوشی کے اظہار کا طریق ہی یہی ہے کہ اجتماع ہو۔

(خطبات محمود جلد ایک صفحہ 27)

اسلام تو عین فطرت انسانی کے مطابق مذہب ہے اگر تمام دنیا نے عید کا مسئلہ خلاف فطرت بنایا ہوتا۔ تو اسلام یہ رکھتا کہ خوشی کے وقت انسان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جایا کریں۔ جنگلوں میں الگ الگ پھرا کریں۔ کسی جگہ اکٹھے نہ ہوں مگر یہ نہیں رکھا بلکہ یہی رکھا ہے کہ عید کے دن ایک مقام کے لوگوں کا جمع ہونا تو الگ رہا ارد گرد کے لوگ بھی ایک جگہ جمع ہوا کریں اس سے پتہ لگتا ہے کہ اجتماع خوشی کا باعث ہوا کرتا ہے

(خطبات محمود جلد اول صفحہ 28)

عظیم الشان خوشخبری

ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ وہ اس کام میں کوشش کرے گی۔ اور ان سب روحوں کو جو اپنے اندر رشد اور سعادت کا مادہ رکھتی ہیں ایک جگہ پر جمع کر دے گی۔ پس تم لوگ اپنے اس فرض کو سمجھو۔ اور بڑی کوشش اور ہمت سے اس کام میں لگے رہو۔ دیکھو جب ایک جگہ ایک نقطہ خیال کے چند آدمی جمع ہوتے ہیں تو کیسا سرور حاصل ہوتا ہے تو جس وقت وہ عظیم الشان اجتماع ہوگا جس کو کرنا تمہارے سپرد ہے۔ اس وقت تمہیں کیسی لذت حاصل ہوگی تم خیال کرو کہ جس وقت جو کلمہ تم پڑھتے ہو وہی کلمہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھا جائے گا۔ ہر بستی ہر گاؤں اور ہر شہر میں وہی آواز سنائی دے گی۔ چونکہ زمین گول ہے اس لیے ہر وقت اذانیں اور نمازیں ہی ہوتی رہیں گی۔ اس وقت تمہیں کتنی لذت حاصل ہوگی پھر جب تم یہ دیکھو گے کہ جس کلمہ جس دین اور جس آواز پر تم لوگوں کو بلاتے ہو اسی آواز پر بے شمار لوگ بلانے والے ہوں گے۔ اور ہر شہر اور ہر بستی سے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی آواز آتی ہوگی۔ تمام دنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دی جائیں گی بلکہ آپ پر درود بھیجا جائے گا خدا کو برا بھلا کہنے والے نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس کی محبت میں چور اور اس کے تعلق سے مسرور نظر آئیں گے۔ یہ خیال جو خوشی اور سرور اور پیدا کرسکتا ہے وہ اور کوئی نہیں پیدا کرسکتا......باقی سب چھوٹی چھوٹی عیدیں ہیں اور یہ دراصل اس بڑی عید کا نشان اور اس کی یاد دلانے والی ہیں۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ اس عید کے لیے کوشش کریں۔ کیونکہ اس سے زیادہ لذت اور کسی خوشی میں نہیں ہے

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 33-34)

عید تمہارے ہاتھ میں ہے

تم لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ آنے والی عید تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے تم جتنی جلدی اسے لانا چاہو لا سکتے ہو۔ اگر تم نے اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ اس کے لانے کی کوشش نہ کی تو کوئی اور قوم ہوگی جو اس کو لائے گی مگر اس وقت خوشی اُسی کے لیے ہوگی نہ کہ تمہارے لیے تمہارے لیے تو وہ دن ماتم کا دن ہوگا پس تم اس بات کے لیے کوشش کرو کہ آنے والی عید تمہارے لیے عید کا دن ہو اور تمہاری ہی زندگی میں آ جائے۔ وہ دن آئے گا تو ضرور کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ، کہ اسلام کا غلبہ ہوگا اور ضرور ہوگا کوئی بڑی سے بڑی حکومت اس کے مقابلہ کے لیے کھڑی نہیں ہوسکتی۔ اگر ساری دنیا بھی اس کے خلاف کھڑی ہوجائے۔ تو اس طرح مسل دی جائے گی جس طرح تازہ گھاس مسل دی جاتی ہے۔ کیونکہ اسلام کا مقابلہ نہ دنیا کا مال کرسکتا ہے۔ نہ تلوار۔ نہ توپ۔ نہ جہاز کیونکہ اسلام خدا کے ہاتھ کے سہارے کھڑا ہوا ہے۔ اب اس کو کوئی نہیں بٹھا سکتا۔ یہ کھڑا ہی رہے گا۔ اور سوائے شقی ازلی روحوں کے باقی سب اس کی صداقت اور حقانیت کو قبول کرلیں گی۔ اور تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ پس جب وہ دن آئے گا تو حقیقی عید اور خوشی ہوگی۔ مگر ان کے لیے جن کے ہاتھوں اسلام پھیلے گا۔ اور افسوس اور ماتم ہوگا ان کے لیے جن کو اس بات کا موقعہ تو دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تم لوگ اس بات کی کوشش کرو کہ جو موقع تمہیں نصیب ہے اس سے فائدہ اٹھا لو۔ تمہارے سامنے حقیقی خوشی اور جنت ہے۔ کوشش کرو کہ اس کو حاصل کرلو۔ مگر دوزخ بھی تمہارے قریب ہی ہے ذرا پاؤں لڑکھڑایا۔ اور اس میں گر پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ پل صراط کی طرح ہے۔ اگر تم نے کوشش اور ہمت سے کام لیا تو جنت میں داخل ہوگئے۔ اور ذرا بے احتیاطی کی تو دجال کے دوزخ میں گر پڑے۔ پس تم ہوشیار ہوجاؤ۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 36)

خدا کی عبادت

آج کے دن کا نام اس نام کے علاوہ جو ہفتہ کے دنوں کا ہوتا ہے۔ ایک اور بھی ہے اس دن کو لوگ عید کہتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ عید کیا ہوتی ہے؟ چھوٹے بچے جو ابھی اماں اور ابا بھی نہیں کہہ سکتے وہ بھی خوش ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے لوگ خوش ہیں۔ پھر جو ان سے بڑے ہیں وہ بھی خوش ہیں کہ ان کے کپڑے بدلے جا رہے ہیں انہیں نہلایا دھلایا جا رہا ہے ان کو مٹھائیاں دی جا رہی ہیں۔ اور آج ان کی پہلے دنوں کی نسبت کچھ زیادہ خاطر تواضع ہو رہی ہے۔ پھر وہ بھی خوش ہیں جو اسکول میں پڑھتے یا کوئی اور کام کرتے ہیں۔ کیونکہ آج نہیں چھٹی ہے۔ بچے خوش ہیں کہ عید جس کی آمد کا وہ کئی دن سے انتظار کر رہے تھے۔ آ گئی ہے۔ مگر اس لئے خوش نہیں کہ وہ عید کو جانتے ہیں۔ بلکہ ان کی خوشی صرف اس لیے ہے کہ انہیں آج پہلے کی نسبت اچھی اور زیادہ چیزیں کھانے کو ملی ہیں۔ کپڑے بدلے گئے ہیں۔ بڑے لڑکے بھی خوش ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ عید کو جانتے ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے ذریعہ مدرسہ سے آزادی ملی ہے۔ بہت لوگوں نے میلے دیکھے ہوتے ہیں۔ وہ عید کو بھی ایک میلہ سمجھ کر خوش ہوتے ہیں۔۔۔ نئے کپڑے پہننے اور اجتماع میں جانے سے بہت سے لوگ ہیں۔ جو خوش ہوجاتے ہیں۔ مگر دانا انسان کا کام یہ نہیں وہ ایسی باتوں پر ہی خوش ہوجائے۔ دانا انسان ہمیشہ کسی حکمت کو دیکھتا ہے۔ ایسا انسان جو کسی بات کی حکمت معلوم ہوئے بغیر خوش ہوتا ہے اس کی خوشی بے معنی اور بے حقیقت ہوتی ہے۔ اس کی فرحت و راحت ایسی ہوتی ہے جیسے بعض دواؤں سے عارضی آرام حاصل کیا جاتا ہے۔ آج کے دن اگر محض یہی باتیں کسی شخص کی خوشی کا موجب ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے تو ایک دانا کو تو ناخوش ہونا چاہیے کیونکہ آج اسے پہلے کی نسبت زیادہ خرچ کرنا پڑا ہے۔ پھر اس دن کی خصوصیت نہیں رہتی۔ کیونکہ اس قسم کے سامان ---- دنوں میں بھی انسان مہیا کرسکتا ہے۔۔۔۔۔ مگر عید کرنے والا اور اس موقع پر خوش ہونے والا کیوں خوش ہوتا ہے۔ کیا اس کے کوئی لڑکا پیدا ہوا؟ یا اس کی یا اس کے کسی دوست کی شادی ہوئی؟ یا کسی تجارت میں اس کو نفع عظیم ملا؟ یا اس کی کھیتی میں اچھا غلہ پیدا ہوا؟ یا کسی امتحان میں کامیاب ہوا؟ یا اس کو کوئی درجہ اور عہدہ اور خطاب ملا؟ یا اس کو کہیں سے مال حاصل ہوا؟ یا اس کو اس کے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی؟ ان باتوں میں سے تو کوئی بات بھی عید منانے والے کو حاصل نہیں ہوئی۔ پس جب ان وجوہات میں سے جو بظاہر خوشی کا سبب ہوا کرتی ہیں کوئی وجہ بھی عید پر خوش ہونے والے کے پاس نہیں اور نہ ہی ان کے علاوہ کوئی ایسی وجہ رکھتا ہے جو ان سب سے اعلیٰ ہے۔ تو پھر اس کا خوش ہونا پاگلوں والا فعل ہے۔ عید کے دن خوش ہونے والے لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ تمہارے خوش ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر وہ صرف اچھے کھانے کھانا۔ نئے کپڑے پہننا ہی بتائیں تو یہ باتیں جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں۔ اور ایام میں بھی میسر آ سکتی ہیں۔ ان پر خوش ہونا عقلمندوں کا کام نہیں۔ کیونکہ ایک ایسے کام پر خوشی جو ہر وقت کیا جاسکتا ہے اور جس پر بہت کچھ خرچ ہوتا ہے دانائی نہیں ہے۔ اس طرح خوش ہونے والوں پر مجھے ایک بات یاد آ گئی حضرت خلیفہ اول کے پاس جب ہم پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن ایک عورت آئی اور اس طرح ہنستے ہنستے کہ گویا اسے کوئی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے کہنے لگی مولوی صاحب میرا بیٹا طاعون سے مر گیا ہے۔ یہ کہہ کر پھر ہنستی ہوئی چلی گئی۔ دوسرے دن پھر آئی اور ہنستے ہنستے اور اسی طرح بے اختیار ہو کر کہ اس کے منہ سے مارے ہنسی کے لفظ بھی بمشکل نکلتا تھا حضرت مولوی صاحب کو کہنے لگی حضور میرا دوسرا لڑکا بھی مر گیا ہے تیسرے دن پھر آئی اور اسی طرح ہنستے ہوئے کہا مولوی صاحب میرا خاوند بھی مر گیا ہے۔ اس کے ہاں چار موتیں ہوئیں اور اس نے ہر ایک کا حال مولوی صاحب کو ہنس ہنس کر سنایا۔ وہ اس قدر زیادہ ہنستی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ لیکن کیا وہ کسی خوشی کی وجہ سے ہنستی تھی۔ نہیں بلکہ اسے مراق کی بیماری تھی۔ اس کا دل غمگین تھا اور جو واقعات اسے پیش آئے تھے وہ رلانے والے تھے اس لیے اسے رونا چاہیئے تھا مگر اسے رونے کی بجائے ہنسی آتی تھی کیا اس کی ظاہری خوشی درحقیقت خوشی تھی۔ نہیں بلکہ وہ خوشی اسے پاگل ظاہر کر رہی تھی۔ میں کہتا ہوں آج خوشی کی کیا بات ہے کہ مسلمان خوش ہیں اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں دے سکتے کہ آج عید ہے۔ لیکن وہ لوگ جو حقیقتاً شریعت کے مغز کو جانتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیں گے کہ آج احمدی اپنے خدا کے حضور چونکہ اس بات کا شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے مہینہ بھر اور کامل طور پر اپنی عبودیت کا اقرار کیا ہے۔ لیکن جس نے واقعہ

میں رمضان میں اپنے اندر کوئی اچھا تغیر پیدا کیا ہے خدا سے صلح کی ہے۔ خدا کی عبادت کی ہے۔ اس کے لیے عید ہے۔ اور وہ جس قدر بھی خوش ہو اس کا حق ہے ہم دیکھتے ہیں وہ شخص جسے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خطاب ملتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اس کے عزیز واقارب خوش ہوتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ وہ شخص جسے خدا خطاب دیتا ہے جس کو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے وہ خوش نہ ہو۔ اسے تو بہت زیادہ خوش ہونا چاہیے۔ بہت سی عیدیں منانا چاہئے ہاں جس نے ایک ذرہ بھی قرب حاصل نہ کیا اس کے لیے عید نہیں جس نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا۔ اس کے لئے بھی عید نہیں۔ اس نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اپنے مال کو بے وجہ خرچ کیا۔ اس کا عید منانا پاگلوں کا سا کام ہے۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہیں جیسا کہ ایک ماتم کے وقت یہ کہنے والے کی کہ خدا یہ دن پھر لائے

(خطبات محمود جلد 1 ص 26 تا 29)

رمضان کا سبق

اسلامی عیدیں کیا ہیں؟ ایک جانی قربانی کے بعد ہوتی ہے کہ مہینہ بھر تمام حلال چیزوں کو دن میں ترک کرنا پڑتا ہے اور اس کے بعد شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ خدایا تیرا شکر ہے کہ ہم تیرے اس حکم کو بجالا سکے۔ دوسری عید مالی قربانی کی ہے۔ اس پر مال قربان کیا جاتا ہے۔ اسلام کسی ایسی عید کا قائل نہیں جس کے ساتھ کچھ قربانی نہ ہو۔ اور وہ قربانی محض خدا تعالیٰ کے لیے نہ ہو۔ اسلام تو شاید اسی کو عید کہتا ہے کہ خدا کی راہ میں مال وجان جو کچھ بھی ہو قربان کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد خوشی منائی جاوے۔ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اسی قربانی کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک چیز کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں اور کسی کو بھی خدا کے دین کے مقابلہ میں عزیز نہ رکھیں۔ ان کے لئے وہی خوشی کا موقع ہوگا۔ جبکہ ان میں یہ طاقت اور ہمت پیدا ہو جائے گی کہ وہ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ صرف کرنے کے لئے تیار رہیں۔ رمضان کا مہینہ ان کو یہی سبق دینے آیا تھا۔ پس وہ اس سے یہ سبق لیں۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 29)

عید کے معنی

عید کا لفظ اردو فارسی اور عربی زبان میں خوشی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ معنی محاورے کے معنی ہیں۔ درحقیقت عید کا لفظ عود سے نکلا ہے۔ اور عود کے معنی دوبارہ واپس آنے اور بار بار آنے والی چیز کے ہیں۔ خوشی کے لئے یہ لفظ اس وجہ سے استعمال ہوتا ہے۔ کہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے واسطے بار بار آنے کی خواہش ہوتی ہے۔ دکھ مصیبت اور رنج وغم کوئی نہیں چاہتا کہ آویں۔ کوئی نہیں چاہتا کہ موت، جدائی، نقصان اور گھاٹا آوے۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ لڑکے پیدا ہوں۔ تجارتوں میں فائدے ہوں۔ دوستوں اور عزیزوں کی ملاقاتیں ہوں دشمن سے نجات ہو۔ اسی واسطے محاورے میں خوشی کے لئے ایسا لفظ استعمال کیا گیا جس میں بار بار آنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 30)

حقیقی عید

پس اگر حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو تو اسلام کی ترقی کے لئے پوری سعی کرو۔ اور اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ مسلمانوں کے اتحاد واتفاق پر اور اتحاد اور اتفاق بھی پیدا نہیں ہو سکتے جب تک وہ عید جو حقیقی عید ہے قریب لانے کی کوشش نہیں کی جاتی اس وقت تک یہ عید بھی ایک کھلونا ہے۔ حقیقی عید نہیں۔ فاخرہ لباس اور خوشبو لگا کر خوش ہو جانا کسی کام کا نہیں۔ جب تک دلوں میں حقیقی خوشی پیدا نہ ہو اور وہ پیدا نہیں ہو سکتی جب تک اسلام کی خدمت نہ کرو اور اسلام کے واسطے سچی قربانی نہ کرو۔ دنیاداروں میں قربانی کی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم میں کچھ بھی نہیں۔ وہ لوگ ایک مدرسہ کھولتے ہیں تو اس کے لئے بیسیوں قربانی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر برخلاف اس کے اسلام کے اہم کاموں کے لیے بھی بہت کم لوگ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اور کوئی شخص پانچ دس روپے کم لے کر بھی اگر کسی کام کے لئے لگتا ہے تو اس کو احسان سمجھتا ہے اور اس کا احسان جتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو قربانی کی توفیق دے تا کہ عید ان کے لئے حقیقی خوشی اور سچی عید ہو۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 39)

خدا کا ملنا حقیقی عید ہے

چھٹی کا نام عید نہیں۔ یہ بھی انسان جب چاہے منا سکتا ہے اب ظاہر ہے کہ کوئی ایسی چیز ہے جو انسان کے قبضہ واختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ انسان عید کے لئے خواہش کرتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے کہ وہ دن آئے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ چیزیں عید نہیں بلکہ حقیقی عید کے لیے کچھ نشان ہیں جن سے اس کا پتہ لگتا ہے۔ حقیقی عید وہ ہوتی ہے جس میں دل خوش ہو نہ کہ اچھے اور سفید کپڑے پہننے کو عید کہا جاتا ہے یوں تو مردہ کو بھی سفید کفن پہنایا جاتا ہے۔ مگر کیا اس دن کو کوئی عید کہتا ہے پھر اجتماع کا نام بھی عید نہیں کیونکہ مردہ پر بھی اس کے رشتہ دار اور اس کے دوست آشنا جمع ہوتے ہیں، مرنے والے کے وارثوں کے لیے اس کا گھر میں اکیلے چارپائی پر پڑے رہنا زیادہ خوشی کا موجب ہوتا بہ نسبت اسکے کہ مرنے پر لوگ اس کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں کیونکہ جب تک ان کے ہاں ایسا اجتماع نہیں ہوا تھا ان کو خیال تھا کہ یہ ہم میں ہے۔ لیکن اجتماع کے بعد معلوم ہو گیا کہ یہ اب دنیا میں ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ پھر عمدہ کپڑے پہننا بھی خوشی کی بات نہیں۔ کیونکہ کہ مردہ کا کفن بھی سفید ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ عمدہ کپڑوں کے نیچے ایک غمگین اور افسردہ روتا ہوا دل ہو۔ اسی طرح کھانا بھی وہی اچھا ہوتا ہے جو خوشی کا کھانا ہو اگر خوشی نہیں تو ہر عمدہ سے عمدہ کھانا حلق سے بمشکل اترے گا۔ دکھوں اور آفتوں میں مبتلا دل کے لیے کوئی کھانا عمدہ نہیں۔ لیکن جو شخص خوش وخرم ہو اس کے لیے جنگل کے پتے زیادہ خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کے دل کو آرام اور سکھ اور طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک میلے کپڑے والا جس کا دل آرام میں ہے اس عمدہ پوشاک والے کی نسبت جس کے دل میں اطمینان نہیں راحت میں ہوتا ہے۔ تو عید کے معنی دل کی خوشی اور راحت کے ہیں اور جس کا حاصل کرنا فطرت کا تقاضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی خواہش سب میں پائی جاتی ہے اس عید کے معنی کپڑے پہننا نہیں یہ تو درحقیقت ایک نشان ہے یا جھوٹی خوشی جیسا کہ جب بچہ کی ماں اس سے جدا ہو جائے تو وہ روتا ہے اور اس کو بہلانے کے لئے اس کے ہاتھ میں کھلونا دیتے ہیں جس سے وہ عارضی طور پر بہل جاتا ہے لیکن پھر رونا شروع کر دیتا ہے اسی طرح یہ عید چونکہ اصل عید نہیں اس سے عارضی اور آنی طور پر انسان خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اصل چیز تو اس کو حاصل نہیں ہوئی پھر لوگ ایک سال کے بعد جمع ہوتے ہیں اور دل بہلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک دن یا ایک گھنٹہ یا چند گھنٹہ کے لیے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو افسوس ہوتا ہے دراصل اگر صحیح راستہ پر نہ چلا جائے تو راحت میسر نہیں ہو سکتی اسلام نے تقاضا فطرت کو پورا کرنے کے لیے دو عیدیں رکھی ہیں جو ہمارے ملک میں ایک بڑی اور چھوٹی عید کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ ان دونوں عیدوں میں ایسی عبادتیں لگائی گئی ہیں۔ کہ ان پر عمل کرنے سے انسان خدا کو پالیتا ہے۔ اور چونکہ حقیقی خوشی وہی ہے جس میں خدا مل جائے اور اسلام نے جو عید رکھی ہے اس میں خدا کو پانے کے گر بتائے ہیں۔ اس لیے اس کے واسطے یہ خواہش کرنا بجا ہے کہ یہ دن بار بار لوٹ کر آئے دن ہے جس میں حقیقی راحت کا نشان ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ اس راستہ پر چل کر خدا کو دیکھ لو گے اور جب تک وہ دن تم پر نہ آئے کہ تم خدا کو دیکھ لو اس وقت تک تمہارے لئے عید کا دن نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام نے چونکہ ان عیدین کو حقیقی عید کا نشان رکھا ہے اس لیے ان سے ایک حد تک دل کو سچی راحت پہنچتی ہے اور ان سے خدا تعالیٰ کے پانے کا کا پتہ چلتا ہے۔ ہماری عید کیا ہے؟ یہ کہ ہمارا محبوب ہمارا خدا ہمیں مل جائے جو شخص کوشش کرتا اور محنت برداشت کرتا ہے اس کو اس کا خدا مل جاتا ہے۔ اور پھر ایسا آرام اور ایسی خوشی حاصل ہو جاتی ہے کہ جسے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ دیکھو عید الفطر کے لئے اسلام نے ایک ماہ کے روزے فرض قرار دے کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جسمانی قربانی ضروری رکھی ہے۔ اور دوسری عید پر انسان ظاہر قربانی کرتا ہے جو کہ اس بہت بڑے انسان کے نمونہ کی یادگار میں ہوتی ہے جس نے خدا کے لئے اپنا بیٹا ذبح کرنا چاہا مگر خدا نے اس کی جگہ جانور ذبح کرا دیا۔ اور آئندہ کے لئے مقرر کر دیا کہ جانوروں کی قربانیاں کی جایا کریں۔ تو اس عید پر بکرے ذبح کرنا دلیل ہوتا ہے اس امر کے لئے کہ اس بندے کو جو قربانی کرتا ہے خدا کے راستہ میں اگر اپنا سر بھی دینا پڑے تو اس میں توقف نہیں کرے گا۔ یہ اسلام کی مقرر کردہ عیدوں کی حقیقت ہے۔ مگر اور لوگوں کی عیدیں اپنے اندر یہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس لئے ان میں جو خوشی منائی جاتی ہے وہ راحت بخش خوشی نہیں ہوتی کیونکہ ان کی عیدیں ایسی ہی ہوتی ہیں جیسا کہ روتے ہوئے بچہ کو ایک کھلونا دے دیا جائے جس سے وہ تھوڑی دیر کے لئے بہل جائے یوں تو اسلام کی عیدیں بھی حقیقی اور اصلی خوشی حاصل کرنے کا نمونہ ہی ہیں لیکن دوسروں کی خوشی کے نمونہ اور ان میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ انکے میلے اور تہوار محض نمونہ ہی نمونہ ہیں جن کے بعد ان کے لیے حسرت وافسوس ہوتا ہے

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 43)

عید کی اصل غرض

ہماری عید کی یہی غرض ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہمارا خدا مل جائے اور اس کے ملنے کا طریقہ ہے اس کے لیے قربانیاں کی جائیں۔ اگر ہم اس غرض کو یاد رکھیں تو ہماری عید عید ہے ورنہ جھوٹے طرز پر خوش ہونا رنج اور دکھ کو اور بڑھا دیتا ہے۔ پس ان کے لئے جو خدا کے عبد ہوں ہر روز عید کا روز ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی مصیبت ان پر اثر نہیں ڈال سکتی کیونکہ ان کو دل

کا اطمینان حاصل ہوتا ہے لیکن وہ شخص جس کا دل دکھوں اور آفتوں میں گھرا ہوا ہو اور جس کا دل آفتوں کا شکار ہو وہ خواہ اچھے کپڑے پہن لے اچھا کھانا کھالے اس کے لیے کوئی عید نہیں ہے۔ ان کے مقابلہ میں خدا کے بندے ایک ایسے باغ میں ہوتے ہیں جہاں کوئی آفت اثر نہیں کرسکتی وہ ہر دکھ سے محفوظ ہوتے ہیں اور ایسے مصائب جو دنیا کی کمر توڑ دینے والے ہوتے ہیں ان پر کوئی اثر نہیں کرتے

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 45)

عید ملاقات کا نام ہے

تم دنیا کی کسی کونے میں چلے جاؤ عید کے مفہوم میں اختلاف نہیں پاؤ گے اور غم کس کو کہتے ہیں۔ اس کو کہ جدائی ہو۔ مل جانے کا نام عید ہے جتنا بڑا ملاپ ہوگا اتنی ہی بڑی عید ہوگی لوگ نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں یہ بھی ایک عید ہے۔ مگر محلہ کے لوگوں کی۔ لوگ جمعہ کے دن جمع ہوتے ہیں یہ شہر کے لوگوں کی عید ہے۔ اور عید میں علاقہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں یہ ان کی ہے اور حج میں تمام دنیا کی عید ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ کن سے ملیں۔ اس کو عید ہی کے لفظ سے حل کریں گے اور عید ہی سے پوچھیں گے کہ کن سے ملنا چاہیے تو جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ملنا ان سے چاہیے جن سے خوشی ہو۔ اور انہی سے ملنے کا نام عید ہے کیونکہ لوگ لڑائیوں میں ملتے ہیں۔ جتنے جرمنی اور فرانس کے میدانوں میں لوگ ملے۔ اتنے پہلے کہاں ملے ہوں گے مگر ان کا ملنا عید نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملنا وہ عید ہے جو ہمارے لیے مفید ہو۔ پس دنیا کے دستور نے بتادیا کہ عید وہ ہے جس میں ملاپ ہو جو مفید ہو اس کا نام عید ہے جس سے ملنے سے راحت ہو اور اس سے جدائی غم ہے ماتم ہے۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 57)

عید کا سبق

حقیقی عید کیا ہوئی یہی کہ خدا سے تعلق ہو جائے۔ اس سے ملاقات ہو جائے پھر کوئی برکت نہیں جو حاصل نہ ہو کوئی راحت نہیں جو میسر نہ آئے بلکہ ایسے شخص کے لئے ہر ایک آن عید ہے عید کیا ہے؟ خدا سے ملنا اس لیے عید کے دن سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے ملنے کی کوشش کرو ایسی کوشش جو کبھی سست نہ ہو اگر اس کو پالو گے۔ تو کوئی رنج نہیں جو دور نہ ہو جائے اور کوئی راحت نہیں جو میسر نہ آئے جس کو خدا تعالیٰ مل جائے اس کو کوئی موت رنجیدہ نہیں کرسکتی کوئی غصہ دکھ نہیں دے سکتا دیکھو بیوی خاوند جن میں خوب محبت ہو اور پھر کوئی ایسا وقت آئے جب کہ ایک دوسرے کو یقین ہو کہ ہم میں بہت محبت ہے اس وقت اگر خاوند غصہ والی شکل بنائے بھی تو کیا عورت ناراض ہوگی ہرگز نہیں بلکہ ہنس دے گی اور سمجھے گی کہ یہ بھی پیار ہے پس جس کے ساتھ خدا کو محبت ہو اور جس کا خدا سے تعلق ہو اسے اگر غصہ کی نظر سے بھی دیکھے تو وہ رنجیدہ نہیں ہوگا بلکہ یقین کرے گا کہ یہ غصہ نہیں بلکہ یہ بھی ایک اظہار محبت کا طریق ہے کسی عزیز کی موت اسے غمگین نہیں کرسکتی کوئی لڑائی کوئی فتنہ اور کوئی منصوبہ اس کو غمگین نہیں کرسکتا اور کوئی بیماری اور روگ ہو۔ اس کا دل افسردہ نہیں ہوسکتا پس اگر عید چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ سفید کپڑے پہننے اور سویاں کھانے کا نام عید نہیں ہے بلکہ عید تو یہ ہے کہ خدا سے تعلق ہو جائے اور بندے کی اس سے صلح ہو جائے یہ عید جب آتی ہے تو جاتی نہیں اور اس عید کے دن کی شام نہیں اس کو کوئی زمانہ ہٹا اور ختم نہیں کرسکتا وہ دن ایسا ہے کہ اس کی عید ختم نہیں ہوتی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

وہ عید نہ اس دنیا میں ختم ہوتی ہے نہ قبر میں ختم ہوتی ہے نہ اگلے جہان میں وہ ختم ہوتی ہے بلکہ اس عید کا دن یہاں چڑھنا شروع ہوتا ہے اور اگلے جہان میں عروج پر ہوتا ہے۔ پس اس عید سے یہ سبق لو جو خدا نے مقرر کیا ہے۔ دوسری عید جو اس سے چھوٹی ہے مگر ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ سے محبت رکھنے کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے محبت کی جائے۔ اور اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ ماں باپ کے ذریعہ سے انسان کو پیدا کرتا یونہی آسمان سے اتار دیتا یا وہ ضرورتیں جو انسان کو لاحق حال ہیں وہ اور ذرائع سے پوری ہو جاتیں مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی ضرورت ہے تو بجائے مرد کے لیے عورت پیدا کرنے کے خدا تعالیٰ کوئی ایسا سامان کرتا جو عورت کی ضرورت ہی مرد کو نہ پڑتی لیکن خدا نے ایسا نہیں کیا بلکہ عورت کو پیدا کیا اولاد دی۔ محلہ دار بنائے۔ خدا کا یہ عمل بتاتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے آپس میں محبت کریں انسان بچوں سے محبت کرتا ہے بیوی سے محبت کرتا ہے کیوں کرتا ہے کیوں خدا نے یوں نہ کیا کہ انسان کا یہ تقاضا پورا کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ خدا کے فرشتے نہیں اترے اور اس کے ساتھ جماعت نہیں کراتے۔ اس سے پتہ لگتا ہے جس قدر لوگوں کے ہم سے اچھے تعلقات نہ ہوں گے وہ ہم سے نفرت کریں گے اور ہماری عید میں اتنی ہی کمی ہوگی خوشی اسی وقت ہوتی ہے جب اجتماع ہو اور مفید ہو کوئی نہیں جو اجتماع سے ناراض ہوتا ہو۔ کوئی مقرر جب تقریر کرتا ہے اگر لوگ اس کی تقریر میں اٹھ کر چلے جائیں اس کو تکلیف ہوگی اور اگر بڑھ جائیں تو خوشی کا احساس ہوگا۔ پس سوائے مراقی کے کوئی نہیں جس کو اجتماع سے خوشی نہ ہوتی ہو۔ مگر ان اجتماعوں سے بڑھ کر وہ اجتماع خوشی کا موجب ہوتا ہے جو خدا کے ذریعہ ہو وہ حقیقی اجتماع ہے اور اس سے جو خوشی ہو وہ حقیقی خوشی ہے۔ ماں باپ سے انسان علیحدہ ہوسکتا ہے مگر ایک مومن سے مومن جدا نہیں ہوسکتا کیا ایک مومن کا اجتماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹ سکتا ہے ممکن ہے بیٹا جہنم میں جائے یا باپ۔ لیکن ایک مومن کا مومن سے وہ رشتہ ہے جو قیامت کو بھی جدا نہ ہوگا۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 58)

روحانی ترقی کے ذرائع

یاد رکھو کہ عید میں روحانی ترقی کے ذرائع ہیں۔ اور اس میں روحانی ترقی کے لیے مشق کرائی جاتی ہے۔ جو لوگ سارے سال میں تہجد نہیں پڑھ سکتے وہ کم از کم رمضان میں تہجد ضرور پڑھتے ہیں اور ان کا رمضان کے ایک مہینہ میں تہجد پڑھنا گواہی ہو جاتا ہے ان کے خلاف کہ تہجد پڑھنا مشکل کام نہیں جو لوگ راتوں کو تہجد کے لیے اس لیے نہیں اٹھتے کہ وہ اٹھ نہیں سکتے اور جو لوگ سردی کی 14، 14 گھنٹے کی راتیں بستروں میں گزار دیتے ہیں اور اٹھ کر تہجد نہیں پڑھتے خدا کے مجرم ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے عمل سے بتا دیا ہے کہ وہ گرمی کی آٹھ آٹھ گھنٹے کی راتوں میں جب مہینہ بھر اُٹھتے رہے ہیں تو 14 گھنٹے کی رات میں کیوں نہیں اٹھ سکتے؟ کیا وہ شخص جو آٹھ گھنٹے کی رات میں سحری کے لیے اٹھتا ہے اور ساتھ ہی تہجد بھی پڑھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں 15 گھنٹے کی رات میں نہیں اٹھ سکتا۔ اگر تم نہیں اٹھ سکتے تھے تو آٹھ گھنٹے کی رات میں کیسے اٹھے۔ پس اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے حضور اقراری مجرم ہو گئے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ رمضان اور عید سے سبق حاصل کرو میں نے اس لیے کل ہدایت کی تھی کہ پہلے کی طرح آج کی رات بھی اٹھو تہجد پڑھو اور دعائیں کرو کیونکہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ تھا کہ جب کوئی نیک کام کرتے تھے تو پھر دوبارہ شروع کر دیتے تھے تا سلسلہ نہ ٹوٹے۔ لوگ عموماً عید کی رات کو زیادہ سوتے ہیں حالانکہ اس رات میں زیادہ جاگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول کا قاعدہ تھا کہ آپ جب قرآن کریم ختم کرتے۔ تو خاتمہ کے ساتھ پھر سورہ فاتحہ پڑھتے تا کہ قرآن کریم کا سلسلہ پھر شروع ہو جائے۔ اسی طرح جب رمضان ختم ہو گیا اور شوال شروع ہوا تو میں نے چاہا۔ کہ رمضان کے بعد شوال کے پہلے دن لوگوں کو کھڑا کر دوں۔ تا کہ دوسرا حساب شروع ہو جائے اور نیکی کا سلسلہ ٹوٹ نہ جائے پس چونکہ آپ لوگ رمضان کے تیس دن کے علاوہ ایک دن شوال کا بھی جاگے ہو اور یہ کل 31 دن ہو گئے اب بقیہ گیارہ مہینوں میں رات کو اٹھنا تمہارے لئے کیا مشکل ہے؟ سوائے بیماری کے اس میں نماز کے فرائض جمع کرنے کی اجازت ہے اور کوئی مجبوری نہیں۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 64)

فرض کی ادائیگی

عید کا دن اپنے ظاہری سامانوں سے عید نہیں ہے۔ کپڑوں سے عید نہیں۔ کیونکہ کپڑے ہندو عیسائی بھی بناتے ہیں۔ کھانوں سے عید نہیں کہ کھانے دوسرے بھی کھا سکتے ہیں۔ مگر اس دن چہل پہل ہوتی ہے اگر کھانوں کپڑوں سے عید ہو تو ہندوؤں عیسائیوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لئے ہے ان کے لئے نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عید کپڑوں اور کھانوں سے نہیں۔ بلکہ کپڑے عید کے لیے ہیں اور کھانے عید کے لیے ہیں۔ پس عید اس لئے بھی نہیں کہ روزے ختم ہو گئے۔ کیونکہ روزے رکھنے کے لیے کوئی جبر بھی نہ تھا بس اس لیے بھی خوشی نہیں کہ ایک بوجھ اتر گیا ہاں عید کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا ایک کام اور فرض تھا ہم نے اس کو پورا کر دیا۔ لڑکا امتحان دینے جاتا ہے پاس ہو جاتا ہے خوش ہوتا ہے شادی ہوتی ہے تو شادی کی غرض اولاد ہے جب اولاد ہو تو انسان خوش ہوتا ہے کیونکہ عورت مرد کے ملنے کا نتیجہ اولاد ہے پس اگر خوشی ہے تو اس لیے کہ کام کر لیا ورنہ بہت ہیں جنہوں نے کپڑے نہیں بدلے۔ کئی ہیں جنہوں نے کھانے نہیں کھائے۔ اگر عید ہے تو اس کی کہ ہم نے اپنے فرض کو ادا کر لیا اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح ان لوگوں کے لیے خوشی کی جگہ نہیں جو عید مناتے ہیں مگر انہوں نے اپنا مقصد پورا نہیں کیا ہوتا۔ پس عید انہی کی ہے جنہوں نے اپنے فرائض مفوضہ کو پورا کیا۔ چونکہ روزے بھی ایک فرض ہیں۔ اس لیے خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کر دیا۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 73 اور 74)

(الفضل 26 دسمبر 2000ء)

رپورٹ: محمد احمد

ڈیٹرائٹ جماعت کی بین المذاہب دعا میں شرکت

اللہ کے فضل سے علاقہ کے مشنری مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب نے ۵۳ویں بین المذاہب دعا کی تقریب میں جماعت ڈیٹرائٹ کی نمائندگی کی۔ یہ تقریب عالمی امن فیڈریشن امریکہ نامی تنظیم نے منعقد کروائی تھی اور جمعرات مورخہ 8 اپریل 2021ء کو اسکا انعقاد انٹرنیٹ پر زوم کے ذریعے ہوا۔ تینوں بڑے مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔

پروگرام کے میزبان آرچ بشپ جورج سٹالنگز نے اپنے تعارف سے پروگرام کا آغاز کیا اور شرکاء کو خوش آمدید کہا اور مندوبین کا تعارف کرایا۔ پھر انہوں نے بہ ترتیب شریعت موسوی، عیسائیت اور اسلام کے نمائندوں ربی گا نگ راجرسکی، بشپ کارٹز لگنز اور امام شمشاد ناصر کا تعارف پیش کیا۔

پھر انہوں نے ربی گا نگ راجرسکی کو دعوت دی جنہوں نے عبرانی زبان میں دعائیں پیش کیں۔ دعاؤں کا موضوع اللہ کی حمد اور اسکا رحم اور شفقت مانگنا تھا۔ پھر انہوں نے کورونا وبا سے حفاظت کیلئے دعا کی۔ انہوں نے پروگرام میں دعوت دیے جانے پر عالمی امن فیڈریشن کا شکریہ ادا کیا۔

پھر بشپ کارٹز لگنز کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ وہ کینسز شہر کے بیت الدعا برائے تجدیدی امید کے سینئر پادری کی نمائندگی کر رہے تھے۔ انہوں نے عیسائی صحیفے اور روایات سے ملک، انسانیت اور دنیا کیلئے دعائیں پیش کیں۔

پھر میزبان نے جماعت احمدیہ کے نمائندہ امام شمشاد احمد ناصر صاحب کا تفصیلی تعارف پیش کیا اور بتایا کہ وہ جماعت احمدیہ کی امریکہ میں عرصہ 48 سال سے خدمت کر رہے ہیں اور انہوں نے اسلام کی خدمت میں امریکہ اور دوسرے براعظموں میں دورے کیے ہیں۔

مشنری شمشاد ناصر صاحب نے تلاوت سورہ فاتحہ اور دوسری عربی دعاؤں سے ابتدا کی اور انکا ترجمہ پیش کیا۔ مربی صاحب نے میزبان کا تعارف کرانے کا شکریہ ادا کیا اور عالمی امن فیڈریشن کو پروگرام میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

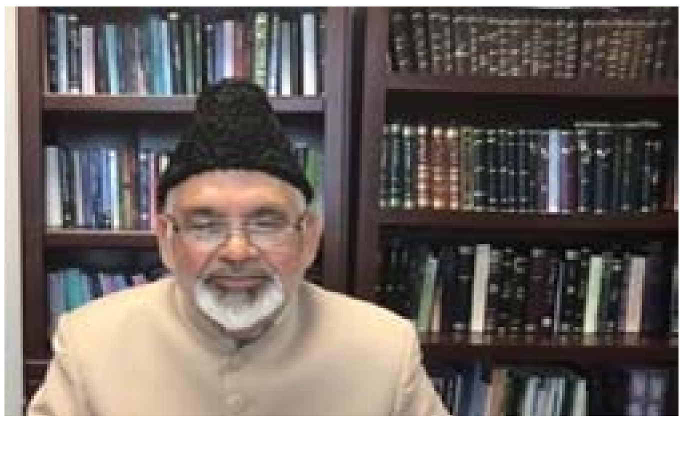

پھر مربی صاحب نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے میں آپکو سلامتی کا پیغام دیتا ہوں جو اسلام کی مروجہ دعا ہے۔ پھر انہوں نے جماعت کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے جسکی شاخیں دنیا کے 200 سے زائد ممالک میں ہیں۔ ہمارا ایمان اور دعوی ہے کہ وہ مسیح جس کے آنے کی خبر کئی مذاہب اور صحیفوں میں موجود ہے اسکا ظہور مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں قادیان، انڈیا میں ہو چکا ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی بنیاد 23 مارچ 1889ء کو رکھی۔

مربی صاحب نے مزید بتایا کہ ہم ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تعلیمات میں تاکید کی ہے کہ ایک خدا کی عبادت کی جائے، دھوکہ نہ دیا جائے، جھوٹ نہ گھڑا جائے، کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور اپنے جذبات پر قابو پایا جائے۔ مربی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات پیش کیے۔

پھر مربی صاحب نے شرکا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصاویر بھی دکھائیں۔ نیز جماعت احمدیہ کا ماٹو محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں بھی پیش کیا۔

آخر میں ڈاکٹر مائیکل جینکنز، صدر عالمی امن فیڈریشن کو اپنے خیالات کے اظہار اور تنظیم کے تعارف کیلئے مدعو کیا گیا۔ آپ نے تمام مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔

اختتام پر عالمی امن فیڈریشن کی ٹومیکو ڈوگان صاحبہ نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

یہ یاد رکھنے والی چیز ہے۔ نہ امارت سے یہ محبت ملتی ہے نہ صرف غربت سے ملتی ہے۔ امارت نے بہت سے فرعون پیدا کیے، جہاں امیر لوگوں میں بہت سے فرعون بھی پیدا ہوئے وہاں غربت نے بہت سے کافر بھی بنا دیے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ فَقر و فاقہ انسان کو کافر بنا دے۔ پس اصل راہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ اگر خدا تعالیٰ کسی کو فاقے کے ذریعے اپنا قرب عطا کرنا چاہے تو فاقہ اختیار کرنا ہی اصل نیکی ہے اگر کھانا کھلانا چاہے تو کھانا کھانا ہی خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے۔ پس وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور محبت کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ بظاہر یہاں اس دنیا میں ہمیں نظر آتے ہیں ہمارے اندر ہی پھر رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے دل اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کی حقیقی عید ہوتی ہے۔

پھر دوسری قسم کے لوگوں کی عید ہے جنہوں نے اپنی توفیق کے مطابق عمدہ کھانے بھی کھائے، اچھے کپڑے بھی پہنے، عطر اور خوشبو بھی لگائی، عید کے تحفے بھی دیے اور وصول بھی کیے۔ وہ خوش بھی ہیں کہ انہیں ظاہری طور پر عید مل گئی لیکن وہ عید ان سے اتنی ہی دور ہے جتنا مشرق مغرب سے دور ہے مگر باوجود اس کے وہ خوش ہیں اور باوجود اس کے وہ عید کی خوشیوں میں شامل ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے مثال دی ہے کہ ان کی خوشی بالکل اس بچے کی سی ہے جو نادانی سے ایک سانپ کو دیکھتا ہے اور اس کی چمکیلی آنکھوں کو دیکھ کر اسے کھلونا سمجھتا ہے۔ تب وہ محبت اور پیار سے اسے پکڑ لیتا ہے۔ اگر سانپ نہ ملے بعض دفعہ بچے پکڑ بھی لیتے ہیں اور سمجھتا ہے کہ مجھے بڑی اچھی چیز حاصل ہو گئی حالانکہ جس وقت وہ خوشی سے جھوم رہا ہوتا ہے جس وقت وہ مسرت اور انبساط سے اپنے جامے میں پھولا نہیں سماتا اس وقت سانپ کا زہر جو اسے ایک منٹ میں اس جہان سے اگلے جہان میں پہنچانے والا ہوتا ہے اس کے بدن میں سرایت کر رہا ہوتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ تھوڑی دیر میں اس کی تمام خوشی جاتی رہے گی، اس کی تمام مسرتیں خاک میں مل جائیں گی اور وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ یہی مثال اس شخص کی ہوتی ہے جو خوش ہوتا ہے اور شاید اپنی نادانی میں ان خدا رسیدہ لوگوں سے بھی زیادہ خوش ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر چکے ہوتے ہیں مگر یہ نادانی اور غفلت کی جو خوشی ہے بے شک اس کے خیال میں یہ عید ہے لیکن ماتم کی پیش خبری ہے، افسوس ناک خبر کی پیش خبری ہے۔ پس جو خدا کو بھول کر، اس کے حقوق بھول کر اس کی مخلوق کے حقوق بھول کر صرف اپنی اور اپنے قریبیوں کی خوشی کر رہے ہوتے ہیں اور عید منا رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کو مول لے کر اپنی دنیا اور عاقبت خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ کچھ پاتے نہیں بلکہ کھوتے ہیں اور ایسے لوگوں کی عید حقیقی عید نہیں کہلا سکتی۔

اس کے علاوہ کچھ اَور لوگ ہیں، یہ دونوں قسمیں جو بیان کی ہیں ایک وہ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہم بھی عید منا رہے ہیں یعنی خدا رسیدہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ عید منا رہے ہیں اور دوسرے نیک لوگ بھی جو حقوق کو ادا کر رہے ہیں وہ بھی سمجھتے ہیں ہم عید منا رہے ہیں۔ اور اسی طرح دوسری قسم بھی ہے جو میں نے بیان کی جنہیں حقیقی عید نصیب نہیں ہوئی اور دھوکے میں سمجھتے ہیں کہ ہم عید منا رہے ہیں۔ لیکن ایک تیسری قسم بھی ہے۔ یہ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو ان دونوں سے بالکل مختلف ہیں، الگ قسم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ ہم گناہ گار ہیں، ان کو احساس ہے، جو دل میں خیال کرتے ہیں کہ روزے تو رکھے لیکن روزوں کا حق ادا نہیں کیا، دل میں ایک شرمندگی ہے۔ جو نمازیں بھی پڑھتے ہیں لیکن دل میں شرمندہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی شرطوں کے مطابق نماز نہیں ادا کر سکے۔ ایسے لوگوں میں سے ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ آج بھی عید پر شاید ایک رسم اور لوگوں کو دکھانے کے لیے عمدہ لباس پہن کر مجلس میں آ گیا ہوں اور عمدہ کھانا بھی کھا رہا ہوں مگر اس کا دل رو رہا ہوتا ہے، اس کا دماغ پریشان ہے۔ اس کی ایک نظر اپنے بھائیوں پر پڑتی ہے اور ایک نظر اپنے تاریک دل پر ڈالتا ہے۔ ہر تَر لقمہ، ہر وہ لقمہ جس کو اپنے مزے میں کھانے کے لحاظ سے بھرپور لقمہ کہہ سکتے ہیں اسے جھنجھوڑتا ہے اور اس کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اچھے سفید کپڑے تو پہنے ہوئے ہیں لیکن انہیں دیکھ کر اس کا دل روتا ہے کہ کاش میرا اندرونہ بھی ایسا ہی صاف ہوتا۔ اپنے بھائی پر نظر پڑے تو اپنی کمزوریاں اَور اُبھر کر سامنے آ جاتی ہیں، خاص طور پر ان لوگوں کو دیکھ کر جن کا اللہ تعالیٰ سے خاص قرب ہے اور سمجھتا ہے کہ میری حالت کی چوری پکڑی گئی۔ شاید میرے گناہ اسے نظر آ گئے ہیں، شاید میرے نقائص اسے نظر آ گئے ہیں۔ ہر دفعہ جب اپنے بیوی بچوں اور دوستوں اور ہمسایوں پر نگاہ دوڑاتا ہے اور پھر اپنے نفس پر غور کرتا ہے تو شرمندہ ہو جاتا ہے اور ندامت سے اپنا سر جھکا لیتا ہے۔ ظاہر میں تو مجلس میں شامل ہوتا ہے لیکن دل اپنے گناہوں کی وجہ سے ندامت اور شرمندگی سے پُر ہوتا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ شاید اس مجلس میں مَیں ہی ایسا ہوں جو حقیقی عید سے محروم ہے اور ضمیر ملامت کرتا ہے کہ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ نہ اُن میں شامل ہوں جو غفلت اور نادانی سے عید منا رہے ہیں اور نہ ان میں شامل ہوں جو وصالِ الٰہی کی خوشی میں عید منا رہے ہیں۔ پھر سوچتا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑا ستار ہے اگر میں ظاہر میں عید منا لوں تو کیا تعجب کہ خدا تعالیٰ مجھے باطن میں بھی عید منانے کی توفیق دے دے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے میرے ظاہر کی ستاری کی ہے میرے باطن کی بھی ستاری کر دے، میری اندرونی حالت کی بھی ستاری کر دے۔ اللہ تعالیٰ جو بندوں پر بہت رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتا۔ جب بندہ سوچتا ہے کہ اصل عید تو خدا تعالیٰ کے ملنے سے ہے یہ مجھے میسر نہیں آ رہی۔ نفس بار بار اسے ملامت کرتا ہے کہ کیا تمہارے عمل ہیں۔ توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے، ندامت محسوس کرتا ہے اور پھر جب پشیمانی اس کو بے چین کر دیتی ہے تو خدا تعالیٰ بھاگ کر اس کے پاس آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی شخص صحرا میں ہو اور اس کی اونٹنی گم ہو جائے جس پر اس کی خوراک اور پانی بھی ہو اور پھر اچانک وہ اسے مل جائے اور اس اونٹنی کو دیکھ کر اس کی خوشی کی انتہا نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی حسرت اور ندامت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جس کے پاؤں تھے، جو نیک عمل کرنے والا تھا وہ چل کے میرے پاس آ گیا، نیک لوگ تھے ان کو اتنی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی تھی، ان کے پاؤں تھے جن سے چل کے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے۔ اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں ان کے بھی پاؤں تھے اور ان کے عمل تھے لیکن ان کے عمل دکھاوے کے تھے۔ وہ چل کر شیطان کے پاس چلا گیا۔ مگر وہ بندہ جس کے پاؤں نہیں ہیں، جو کہیں جانے کی طاقت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چلو میں اس کے پاس جاتا ہوں وہ بہت زیادہ ندامت اور پشیمانی کا اظہار کر رہا ہے، توبہ اور استغفار کر رہا ہے۔ یہ گرا ہوا ہے تو اسے اٹھاتا ہوں اپنے پاس لے آتا ہوں۔

پس ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اگر پہلی قسم میں سے نہیں تو ہم اس تیسری قسم سے ہی بن جائیں کہ یہ بھی تحقیر کا مقام نہیں ہے، یہ بھی کوئی کم چیز نہیں ہے، یہ بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے انسان کا مقام گر رہا ہو۔

(خطبہ جمعہ 24/ مئی 2020ء)

	13 مئی 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	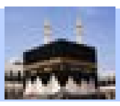	04:20	18:50
مدینہ منورہ	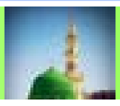	04:13	18:57
قادیان	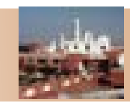	04:00	19:17
ربوہ	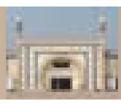	03:40	18:57
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:46	20:44